اللھم فقھه فی الدین و علمه التأویل

نوٹس

الفوز الکبیر
فی
اصول التفسیر

محمد وقاص عطاری

جامعة المدینة: کنزالایمان، کراچی

فہرست

نمبر	عنوانات	صفحہ
1.	فوز الکبیر کتاب میں میں کتنے ابواب ہے؟	04
	پہلا باب	
2.	ایسے پانچ علوم کے بارے میں جن کو قرآن پاک نے بطور نص بیان کیا ہے	05
3.	علوم قرآنیہ کو پیش کرنے میں قرآن کریم کا طریقہ کار	06
4.	قرآن کریم کے نازل ہونے کے مقاصد	07
5.	علم مخاصمۃ کا بیان	08
6.	مشرکین کے احوال کا بیان	08
7.	ملۃ ابراہیمیہ کے شعائر کا بیان	09
8.	ملت ابراہیمیہ کے شرائع کا بیان	10
9.	مشرکین کے عقائد کا بیان	11
10.	مشرکین کی گمراہیاں	12
11.	شرک کا بیان	13
12.	تشبیہ کا بیان	15
13.	تحریف کا بیان	16
14.	آخرت کے انکار کا بیان	17
15.	حضور ﷺ کی رسالت کو بعید جاننے کا بیان	18
16.	مشرکین کا نمونہ	19
17.	شرک کا رد	21
18.	تشبیہ کا رد	24

.19	تحریف کا رد	26
.20	حشر و نشر (آخرت) کے منکرین کا رد	28
.21	حضور ﷺ کی رسالت کے منکرین کا رد	30

جامعہ کنز الایمان کراچی

درجه	جامعة المدینہ:	مدرس
خامسہ	فیضان کنز الایمان، کراچی	مولانا عدنان مدنی

کتاب : "الفوز الکبیر"

فوز الکبیر میں پانچ ابواب ہیں:

1۔ ان پانچ علوم کے بارے میں ہے جن پر قرآن مجید کی صراحتاً دلالت ہے گویا کہ قرآن مجید کا نازل ہونا ان پانچ ابواب کی وجہ سے ہے۔

2۔ نظم قرآن کے معانی کو سمجھنے میں جو مشکل ہے ان وجوہات کے بارے میں ہے۔

3۔ نظم قرآن کے لطائف کے بیان کے بارے میں ہے۔

4۔ تفسیر کے طریقوں کے بارے میں ہے۔ اور جو صحابہ کرام و تابعین کی تفاسیر میں اختلاف ہے ان کی وضاحت کے بارے میں ہے۔

5۔ قرآن مجید کے غریب الفاظ کی شرح اور اسباب نزول کے بیان کے بارے میں ہے۔

جامعۃ المدینہ فیضان کنز الایمان کراچی

﴿پہلا باب﴾

(ایسے پانچ علوم کے بارے میں جن کو قرآن پاک نے بطور نص بیان کیا ہے)

1۔علم الاحکام (یعنی اس میں واجب، مستحب، جائز، مکروہ اور حرام سب آتے ہے) چاہے یہ اب عبادات کی قبیل سے ہو یا معاملات کی قبیل سے ہو وغیرہ۔

نوٹ:{اس علم کی تفصیل کرنا فقیہ کے ذمہ ہے۔}

2۔علم المخاصمة و الرد علی الفرق الضالة الربع (یعنی قرآن پاک میں ان چار گمراہ فرقوں کا زیادہ رد کیا ہے یہودی، عیسائی، مشرکین اور منافقین۔)

نوٹ:{اس علم کی تفصیل کرنا متکلم یعنی علم الکلام والے کے ذمہ ہے۔}

3۔علم تذکیر بآلاء اللّٰہ (یعنی اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا۔ جیسا کہ تمام زمین و آسمان کو پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ)

4۔علم تذکیر بایام اللّٰہ (اللہ کے ایام کو یاد کرنا۔ ایام اللہ سے مراد وہ ایام ہے کہ جس دن میں اللہ تعالیٰ نے اطاعت کرنے والوں پر انعام کیا ہو۔ یا مجرموں کو عذاب دیا ہو اس ایام کو "ایام اللہ" کہتے ہے۔)

5۔علم تذکیر بالموت (یعنی موت کو یاد کرنا اور جو اسکے بعد حشر و نشر حساب و میزان جنت و دوزخ ان کو یاد کرنا۔ اور ان علوم کی تفاصیل کرنی چاہیے۔) یہ کیسے ہو گا یعنی موت کو کیسے یاد کرے؟ احادیث بیان کر کے یا وہ آثار بیان کرے جو اس کے مطابق ہے۔

نوٹ:{آخری تینوں علوم کو بیان کرنا نصیحت کرنے والے اور بیان کرنے والے کی ذمہ داری ہے۔}

"علوم قرآنیہ (علوم خمسہ) کو پیش کرنے میں قرآن کریم کا طریقہ کار"

ان علوم (یعنی علوم قرآنیہ / علوم خمسہ) کو قرآن کریم میں قدیم عربوں کے طریقے پر بیان کیا ہے نہ کہ متاخرین عربوں کے طریقے پر۔

اور اللہ تعالی پر لازم نہیں ہے آیات احکام میں اختصار کرنا جیسا کہ اہل متون کرتے ہے (یعنی یہ لوگ اختصار کرتے ہے متون میں)۔

اور لازم نہیں قواعد کو غیر ضروری قیودات سے تنقیح کرنا۔ جیسا کہ اصولیین کرتے ہے۔

اور آیات مخاصمۃ میں خصم کو لازم کرنا مختار سمجھا ہے۔ مشہور مسلمہ باتوں اور نفع مند خطابیات کے ذریعے۔

اور اللہ پر لازم نہیں ہے براھین کی تنقیح کرنا جیسا کہ منطقیوں کا طریقہ ہے۔

- {خطابیات سے مراد: وہ قیاس مرکبہ ہے جو مقبول یا ظنی مقدمات سے مرکب ہو}۔
- { براھین سے مراد: وہ قیاس جو مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو چاہے وہ مقدمات بدیہی ہو یا نظری}۔

اور اللہ پاک نے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف منتقل ہونے میں مناسبت کی رعایت نہیں کی ہے۔ جیسا کہ ادباء متاخرین رعایت کرتے ہے۔ بلکہ ہر اس بات کو بیان کیا ہے جس کا بیان کرنا بندوں پر اہم سمجھا۔ چاہے وہ مقدم ہو یا مؤخر۔

"قرآن کریم کے نازل ہونے کے مقاصد"

جمہور مفسرین آیات احکام اور آیات مخاصمۃ کو کسی قصے کے ساتھ ملاتے ہے۔(یعنی اس آیت کا تعلق اس قصے سے ہے اور اس کا اس سے۔وغیرہ)اور وہ مفسرین گمان کرتے ہیں کہ یہ قصہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب ہے۔

تحقیقی بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے نازل ہونے کا اصلی مقصد نفوس بشری(لوگوں)کی اصلاح کرنا، عقائد باطلہ کو مٹا دینا اور فاسد اعمال کو ختم کرنا ہے۔

آیات مخاصمۃ کے نازل ہونے کا سبب:

مکلفین کے دلوں میں عقائد باطلہ کا پایا جانا یہ آیات مخاصمۃ کے نازل ہونے کا سبب ہے

۔

آیات احکام کے نازل ہونے کا سبب:

مکلفین کے دلوں میں فاسد اعمال کا پایا جانا اور انکا آپس میں ظلم کرنا یہ آیات احکام کے نازل ہونے کا سبب ہے۔

آیات تذکیر کے نازل ہونے کا سبب:

اور انکا اللہ کی نعمتوں اور ایام اللہ (اللہ کے دنوں)سے اور موت کے اور جو اس کے بعد ہے(حشر و نشر، حساب و میزان وغیرہ)سے بیدار نہ ہونا(یعنی انکا غفلت میں رہنا)یہ آیات تذکیر کے نازل ہونے کا سبب ہے۔

مفسرین ہر آیت کے تحت جزوی قصے بیان کرتے ہے ان کا فہم قرآن میں ایسا دخل نہیں ہے جسکا اعتبار کیا جائے۔ مگر بعض آیتوں میں اعتبار ہے کہ جس میں کسی واقعے کی طرف اشارہ ہو، تو اس کی تفصیل کرنی چاہیے۔

- ❖ مصنف نے ان علوم کی ایسی تشریح کی ہے کہ اب قرآن کریم کو ان جزوی قصوں کے بغیر سمجھ سکتے ہے۔

"علم مخاصمۃ کا بیان"

قرآن کریم میں مخاصمۃ چار گمراہ فرقوں کے ساتھ واقع ہوا ہے۔(یہودی، عیسائی، مشرکین اور منافقین۔)

اور یہ مخاصمۃ دو قسموں پر ہے۔

1۔اللہ تعالی انکے باطل عقائد کو انکی واضح قباحت کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ انکے برے شبہات کو ذکر کرتا ہے اور انکا حل برہان اور خطابیہ کی دلیل کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

"مشرکین کے احوال کا بیان"

مشرکین جو ہے یہ اپنے آپ کو "حنفاء" کہتے تھے۔ اور مشرکین ملۃ ابراہیمیہ کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور "حنیف" ان کو کہا جاتا ہے جو ملۃ ابراہیمیہ پر ہو اور اسکے شعائر کو لازم کیا ہو (یعنی پابند ہو)۔

"ملۃ ابراہیمیہ کے شعائر کا بیان"

شعائر کا مطلب ہے: "علامت"۔

1۔ بیت اللہ کا حج کرنا

2۔ نماز میں منہ قبلہ کی طرف کرنا

3۔ جنبی ہونے کی حالت میں غسل کرنا

4۔ ختنہ کروانا

5۔ تمام فطرتی عادتیں

6۔ حرمت والے مہینوں کا احترام کرنا

7۔ مسجد الحرام کی تعظیم کرنا

8۔ نسبی اور رضاعی محرمات کو حرام جاننا

9۔ حلق سے ذبح کرنا

10۔ گردن کی چوٹی میں نحر کرنا

11۔ ذبح اور نحر کے ذریعے اللہ پاک کا قرب حاصل کرنا۔

❖ (فطرتی عادتوں سے مراد: مونچھیں کاٹنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن کاٹنا وغیرہ۔) باقی کتاب کے حاشیہ میں ہے.

❖ {آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" 10 عادتیں فطرتی ہے"۔}

"ملت ابراہیمیہ کے شرائع کا بیان "

شرائع کا مطلب ہے:"احکام، شریعت"۔

1۔وضو کرنا

2۔ نماز پڑھنا

3۔ طلوع فجر سے غروبِ آفتاب تک روزہ رکھنا

4۔ یتیموں اور مسکینوں کو صدقہ دینا

5۔ حق پر مدد کرنا

6۔صلہ رحمی کرنا(اور صلہ رحمی کرنا اصل ملۃ ابراہیمیہ میں جائز تھا۔)

7۔ان افعال پر تعریف کرنا جو انکے درمیان ہوتے تھے لیکن جمہور مشرکین نے ان اعمال کو ایسے چھوڑا کہ جیسے یہ اعمال تھے ہی نہیں

8۔ قتل کرنے کو حرام جاننا

9۔چوری کو

10۔زنا کو

11۔سود کو

12۔غصب کو حرام جاننا(یہ سب بھی اصل ملۃ ابراہیمیہ میں تھا۔)اور مجموعی لوگ ان اعمال کا انکار کرتے ہیں اور جمہور مشرکین اس کا ارتکاب کرتے ہے اور نفس امارہ کی پیروی کرتے ہے۔

❖ (نفس امارہ کا مطلب یہ ہے کہ نفس کسی گناہ حکم دے۔)

"مشرکین کے عقائد کا بیان "

1۔یہ لوگ اللہ پاک کے وجود کا اقرار کرتے تھے. اور زمین و آسمان کا خالق اللہ ہے۔یہ انکا عقیدہ تھا۔

2۔اور اللہ تعالیٰ بڑے بڑے معاملات کی تدبیر فرمانے والا ہے۔

3۔اللہ پاک رسولوں کو بھیجنے پر قادر ہے اور اللہ بندوں کو انکے اعمال کی جزاء دینے پر قادر ہے۔

4۔اللہ تعالیٰ بڑے بڑے واقعات کے ہونے سے پہلے فیصلہ کرنے والا ہے۔

5۔ملائکہ اللہ کے مقرب بندے ہے اور تعظیم کے مستحق ہے۔

(یہ سب عقیدے ان کے نزدیک ثابت تھے۔)

❖ اور انکے اشعار اس بات پر دلیل ہے (یعنی انکے شعروں میں بھی یہی عقائد ہے)۔

لیکن جمہور مشرکین ان عقائد میں بہت سے شکوک وشبہات رکھتے تھے۔

سوال: کس وجہ سے شکوک وشبہات تھے ؟

جواب:اس کے دو جواب ہے،

1۔انکے ان عقائد سے دور ہونے کی وجہ سے۔

2۔اور انکے ان عقائد کی طرف الفت نہ ہونے کی وجہ سے۔

"مشرکین کی گمراہیوں کا بیان "

یعنی مشرکین اگرچہ ملۃ ابراہیمیہ کے پیروکار تھے مگر پھر بھی متعدد گمراہیوں میں مبتلاء تھے۔

1۔ شرک

2۔ تشبیہ

3۔ تحریف

4۔ آخرت کا انکار کرنا

5۔ حضور ﷺ کی رسالت کو بعید جاننا

6۔ برے اعمال کا عام ہونا

7۔ ظلم و ستم کا ان کے درمیان عام ہونا

8۔ غلط رسموں کا ایجاد ہونا

9۔ عبادات کا ختم ہونا

❖ (ان سب کی تفصیلات آگے آئے گی۔)

جامعہ کنزالایمان کراچی

"شرک کا بیان"

مشرکین لوگ جو صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ان صفات کو غیر اللہ کے لیے ثابت کرتے تھے۔
جیسے: عالم میں اپنے ارادے سے تصرف کرنا (یہ اللہ کے ساتھ خاص ہے لیکن مشرکین اس کو غیر اللہ کے لیے ثابت کرتے تھے۔)

مشکرین لوگ علم ذاتی کو غیر اللہ کے لیے ثابت کرتے ہیں (علم ذاتی وہ علم ہے جو حاصل نہیں ہوتا حواس سے اور نہ عقل سے اور نہ خواب سے اور نہ الہام سے وغیرہ وغیرہ) یعنی آسان لفظوں میں جو علم کسی کا دیا ہوا نہ ہو اسے علم ذاتی کہتے ہے۔

مریض کو شفا تو اللہ پاک دیتا ہے لیکن مشرکین یہ شفاء دینا غیر اللہ کے لیے ثابت کرتے ہیں۔

اور کسی شخص کو لعنت کرنا (یعنی رحمت سے دور کرنا) یا کسی شخص پر رحمۃ کرنا مشرکین اسکو بھی غیر اللہ کے لیے ثابت کرتے تھے، حلانکہ کسی شخص کو رحمۃ سے دور کرنا اور کسی شخص پر رحمۃ کرنا یہ سب اللہ پاک کے اختیار میں ہے۔

- مشرکین لوگ جو جو شرک کرتے تھے وہ پیچھے بتا چکے ہے، اب آگے یہ بتائے گے کہ مشرکین کیا کیا شرک نہیں کرتے تھے۔

مشرکین خلق جواھر کو (یعنی کائنات کی اشیاء کو پیدا کرنے والا) اللہ ہے اس میں شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔
اور بڑے بڑے معاملات کو کرنے والا اللہ ہے اس میں شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔
اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا حتمی فیصلہ فرمالے تو کوئی ایک بھی اس کو ختم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس بات میں مشرکین شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔

اور مشرکین لوگ گمان کرتے تھے کہ جیسے بادشاہ اپنی سلطنت میں ہر خاص جگہ کا ایک ایک وزیر بنادیتا ہے اور بادشاہ انکو احکام نافذ کرنے کی اجازت بھی دیتاہے اور اسی طرح انکی سفارش بھی قبول کرتا ہے اور بعض دفعہ توبادشاہ مجبوراًوزیر کی سفارش قبول کرتا ہےیعنی بادشاہ وزیر کی سفارش قبول تونہیں کرنا چارہاہوتا ہے لیکن بادشاہ کہتاہے کہ یہ میر اوزیر اگر میں انکی بات نہ مانوں توبغاوت کرے گے تو مجبوراًانکی سفارش قبول کرلیتاہے تو بلکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی خاص، مقرب بندے مقرر کیے ہوئے ہے۔

پس یہ اللہ کے مقرب بندے ہے توہماری سفارش کرے گے اسی وجہ سے مشرکین ان مقرب بندوں کو سجدہ کرنا جائز سمجھتے تھے اور ان کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے اور انکی قسمیں اٹھاتے تھے اور اہم معاملات میں انکے وسیلے سے دعاکرتے تھے۔ اور یہاںتک مشرکین نے ان کی تصاویر کے بت بنائے اور ان کو پوجنا شروع کر دیا (یعنی ان بتوں کو اپنامعبودمان لیا)۔ معاذاللہ

"تشبیہ کا بیان "

مشرکین کی گمراہیاں بیان ہورہی ہیں پہلی تو بیان ہو چکی ہے دوسری گمراہی کر رہے ہیں۔

تشبیہ: اللہ تعالیٰ کے لیے بشری (یعنی بندوں کی)صفات کو ثابت کرنا.(اور یہ کام مشرکین کرتے تھے۔)

جیسے:"اولاد ہونا" یہ بشری صفت ہے اور مشرکین یہ صفت اللہ کے لیے ثابت کرتے تھے۔وہ کہتے تھے کہ ملائکہ (فرشتے)اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہے۔(معاذ اللہ)

اور "عاجز ہونا" یہ بھی بشری صفت ہے اور مشرکین کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی سفارش قبول کرتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو۔

جیسا کہ بادشاہ کرتے ہے یعنی بادشاہ اپنے وزیروں کی سفارشات کو قبول کرتا ہے اگرچہ وہ اس پر راضی نہیں ہوتا۔(یعنی بادشاہ بغاوت وغیرہ کے خوف سے یا اگر میں انکی بات نہ مانوں تو مسئلہ وغیرہ کرے گے تو لہذا انکی سفارش کو قبول کرلیتا ہے)۔

❖ اور یہ تو عاجز ہونا ہے اور خدا تو عاجز نہیں ہو سکتا۔(یہ مشرکوں کا عقیدہ تھا۔)

اور مشرکین اللہ کے علم، سمع اور بصر کو اپنے علم، سمع اور بصر پر قیاس کرتے تھے۔یعنی جیسے یہ لوگ سنتے ہے ویسے ہی اللہ سنتا ہے۔معاذ اللہ

اور مشرکین اللہ تعالیٰ کے لیے جسم اور مکان (کسی جگہ میں ہونا)ثابت کرتے تھے جبکہ اللہ جسم و مکان سے پاک ہے۔

"تحریف کا بیان"

مشرکین کی گمراہیوں میں سے تیسری گمراہی تحریف کے بارے میں بیان ہو رہا ہے۔

تحریف کا لغوی معنی: بات کو تبدیل کرنا۔

❖ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اپنے دادا حضرت ابرہیم علیہ السلام کی شریعت پر تھی۔

پھر عمر بن لحی کا زمانہ آیا (اللہ کی لعنت ہو اس پر "اصل فارسی نسخے میں ایسا ہی لکھا ہے۔")

اور اس نے بنی اسماعیل کے لیے بت بنائے اور ان بتوں کی عبادت کا ان کو کہا (یعنی بتوں کی عبادت کرنا جائز ہے۔) اور اس نے بنی اسماعیل کے لیے ایجاد کیا "بحیرہ"، "سائبہ" اور "حام" کے آزاد چھوڑنے کو (یعنی جو اوپر نام لیے گئے وہ ان کو مقدس مانتے تھے مثلاً ان پر سوار نہیں س ہو کوئی اور کوئی ذبح نہ کرے یہ اگر کسی فصل میں جائے تو کوئی ان کو روکے نہیں وغیرہ)

❖ (حام، سائبہ اور بحیرہ یہ سب مخصوص جانوروں کے نام تھے)

اور عمر بن لحی نے تیروں کے ذریعے قسمت آزمانے کا طریقہ ایجاد کیا یعنی جب کوئی کام کرنا ہوتا تو پہلے یہ کرتے۔ (یعنی یہ تین تیر لیتے اور ایک تیر پر لکھتے "امرنی ربی" میرے رب نے اسکا حکم دیا ہے، اور دوسری تیر پر لکھتے "نھانی ربی" میرے رب نے اس سے مجھے منع کیا ہے، اور اور تیسرے تیر پر لکھتے "غفل" یعنی: معلوم نہیں) پھر تینوں تیروں کو کسی بند چیز میں مکس کر دیتے پھر کوئی ایک نکال لیتے اگر تو "امر نی ربی" والا تیر نکلتا تو اس کام کو کرتے۔

اور اگر "نھانی ربی" والا تیر نکلتا تو اس کام کو نہیں کرتے اور "غفل" والا تیر نکلتا تو دوبارہ مکس کرتے۔

❖ اور یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تقریباً 300 سال پہلے ہوا تھا۔

اور یہ مشرکین اس پر دلیل یہ دیتے کہ یہ کام ہمارے باپ دادا کرتے تھے اور ان کا یہ کہنا ان کے نزدیک دلیل قطعی تھا (یعنی اس بات کو وہ پختہ دلیل سمجھتے۔)

"انکار المعاد (آخرت کے انکار کا بیان)"

مشرکین کی گمراہیوں میں سے چوتھی گمراہی "انکار المعاد" کے بارے میں بیان ہو گا۔

گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام نے حشر و نشر (آخرت) کے متعلق بیان تو کیا ہے۔ لیکن تفصیلاً بیان نہیں کیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہوا ہے۔

پس مشرکین ناعلمی (کم علم) کی وجہ سے آخرت کا انکار کرتے تھے۔

جامعہ کنز الایمان کراچی

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بعید جاننے کا بیان"

مشرکین حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی نبوت کا اعتراف کرتے تھے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی بھی نبوت کا اعتراف کرتے تھے۔ اس کے باجود حضور ﷺ کی نبوت کو بعید سمجھتے تھے۔

مشرکین کہتے تھے کہ یہ تو ہماری طرح انسان ہے (یعنی ہماری طرح کھاتے ہے پیتے ہے اور چلتے پھرتے ہے وغیرہ) تو مشرکین ان بشری صفات کی وجہ سے حضور ﷺ کی نبوت کو بعید سمجھتے تھے۔

حالانکہ بشری صفات تو انبیائے کرام علیہم السلام کے حسن کا حجاب ہے۔ (یعنی یہ بشری صفات نے انبیائے کرام علیہم السلام کے حسن کو چھپایا ہوا ہے)۔

مشرکین اپنے زمانے کے نبی (یعنی حضور ﷺ) کی نبوت کو بعید سمجھتے تھے لیکن پچھلے بعض انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت کا اعتراف کرتے تھے۔ اب یہ کہنا کہ ان میں بھی تو بشری صفات پائی جاتی تھی۔ تو ان کی نبوت کا اعتراف کیسے کرتے تھے؟

جواب: مشرکین بعض پچھلے انبیاء کی نبوت مانتے تھے لیکن جو ان (یعنی یہ جن کی نبوت مانتے تھے) انبیاء کے زمانے کے لوگ تھے وہ بھی یہی کہتے تھے کہ یہ تو ہماری طرح انسان ہے۔

مشرکین سمجھتے تھے کہ رسول جو ہے وہ مرسل (بھیجنے والے) کی طرح ہونا چاہیے اور مشرکین کہتے تھے کہ ملائکہ میں سے رسول ہونے چاہیے تھے، یا پھر سب لوگوں پر الگ سے وحی کر دی جاتی۔ وغیرہ وغیرہ

❖ (یہ انکے باطل عقائد تھے)۔

"مشرکین کانمونہ (مثال)"

مشرکین کی گمراہیاں بیان کردی گئی۔ اب اگر آپ کو ان کے احوال یا نمونہ (مثال) اپنے زمانے میں دیکھنا ہے تو آپ اپنے زمانے کے پیشہ ور جاہلوں (جو بالکل جاہل ہو) کو دیکھ لیں۔ کہ یہ لوگ ولایت کے بارے میں کیسا اعتقاد رکھتے ہیں؟ یہ لوگ گزشتہ اولیاء کرام کا اعتراف کرتے ہیں لیکن اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کو نہیں مانتے۔ اور یہا تنک کہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں اولیاء اللہ کا پایا جانا محال ہے (یہ پیشہ ور جاہل اعتقاد رکھتے تھے)۔

انکا اعتقاد اور مشرکین کا اعتقاد ایک ہی ہے جیسے یہ اپنے زمانے کے اولیاء کو نہیں مانتے لیکن گزشتہ اولیاء کو مانتے ہے اسی طرح مشرکین بھی اپنے زمانے کے انبیاء کو نہیں مانتے تھے لیکن گزشتہ انبیاء کو مانتے تھے۔

اور یہ اولیاء اللہ کی قبروں پر جاتے ہیں ،اور اولیاء کی قبروں پر جانا یہ تو شرک ہے (اس عبارت میں تحریف (یعنی تبدیلی) واقع ہوئی ہے کیونکہ شاہ ولی اللہ بھی زیارت قبور کے قائل تھے جیسا کہ ان کی کتابوں میں ہے)۔

ایک جواب تو اوپر دے دیا کہ تحریف ہوئی ہے اور اگر اس عبارت میں تحریف نہیں بھی ہوئی تو اسکا جواب یہ ہے کہ مصنف کی اس عبارت (یذھبون الی القبور و الآثار ،و یرتکبون انواعا من الشرک) سے مراد یہ ہے کہ قبروں پر جانے سے مراد قبروں پر سجدہ وغیرہ کرنا ہے اور یہ تو شرک ہے نہ کہ قبروں کی زیارت کرنا شرک ہے۔

اور ان پیشہ ور جاہلون کا اعتقاد رکھنا (کہ اپنے زمانے کے اولیاء کو نہ ماننا اور گزشتہ اولیاء کو ماننا) یہ ایسے کاموں میں مبتلا ہو گئے ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے ("ضرور تم اپنے سے پہلوں کی پیروی کروگے")۔

آج کے زمانے میں بھی لوگ آفات (یعنی شرک، تشبیہ، تحریف وغیرہ) میں مبتلا ہو گئے۔ اور اسی کی مثل اعتقاد بھی رکھتے ہیں (ان سے پوچھو کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو کہتے ہے کہ ہمارے پچھلے یعنی آباء بھی ایسا کرتے تھے)۔

اللہ پاک ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

- ❖ مشرکین کے گمراہیاں بیان کر چکے ہیں اب ان کا رد کیا جائے گا۔

جامعہ کنز الایمان کراچی

"شرک کا رد(جواب)"

شرک کے بارے میں اوپر وضاحت کر چکے ہے،اب اس کا رد کر رہے ہے۔

❖ قرآن کریم میں شرک کا چار طریقوں سے رد کیا گیا ہے۔

1۔ مشرکین سے دلیل طلب کرنا۔ جیسا کہ قرآن کریم آیت مبارکہ ہے۔﴿قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین﴾۔

وضاحت:(یعنی اگر تم (مشرکین) اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو دلیل دو۔"اور یہ مشرکین کوئی دلیل نہ دیتے،ہاں مگر یہ کہتے کہ ہمارے آباء بھی یہی کرتے تھے۔)یعنی اس بات کو وہ دلیل سمجھتے تھے۔ حالانکہ یہ کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔ اور انکا اپنے آباء کی تقلید پر نقض وارد ہوا ہے۔(یعنی انکے آباء کو بھی غلط ثابت کیا گیا ہے)جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔﴿قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ اس آیت میں ان مشرکین کو اور ان کے آباء دونوں کو گمراہی میں کہا ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ اور ان بندوں کہ جن کی وہ عبادت کرتے تھے عدم مساوات کو ثابت کرنا۔(یعنی اللہ اور ان بندوں کے درمیان برابری نہیں ہے۔)جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کی برابر کوئی شیء نہیں ہے۔

ایک اور آیت مبارکہ ہے۔﴿اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہی عبادت کا مستحق ہے نہ کہ اس کے بندے عبادت کے مستحق ہیں ،جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ اس آیت میں اللہ نے نعمتیں بیان کی گئی ہے پھر آخر میں جو﴿فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ آیا ہے اس سے مراد ہے کہ تم اتنی نعمتوں کے باجود اللہ کو ایک ماننے کے بجائے شرک کی طرف جارہے ہو۔

3۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا توحید کے مسئلے پر متفق ہونا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ وضاحت: جتنے بھی انبیائے کرام آئے ہے سب نے یہی تلقین کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

4۔ بتوں کی برائی بیان کرنا۔ اور قرآن کریم میں بتوں کی واضح تذلیل کی گئی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىٕهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾ اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ سب سے گمراہ یہ مشرکین ہے کہ جو ان بتوں کی عبادت کرتے ہے جو نہ ان کی سنتے ہے۔ نہ ان کی کوئی بات مانتے ہے۔ جب یہ مشرکین ان بتوں کو پکارتے ہیں تو ان بتوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ہمیں پکار رہے ہے۔ اگر یہ قیامت تک بھی ان بتوں کو پکارتے رہے تب بھی وہ ان کو نہ سنے گے۔

اور یہ پتھر کے بت کمالات انسانیت کو نہیں پہنچ سکتے تو یہ کمالات الوھیت کو کہاں سے پہنچے گے۔ جیسے کہ قرآن کریم میں ہے۔﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْــٴًـا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ﴾ اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ اگر سب کے سب مل بھی جائے تب بھی وہ ایک مکھی نہیں بناسکتے، ایک بت تو دور کی بات سارے بت بھی مل جائے ایک مکھی نہیں بناسکتے جو چھوٹی سی چیز ہے، تو اعلی چیز کیسے بنائے گے؟

اور اگر مکھی ان بتوں سے کچھ چھین کے لے جائے تو یہ سب مل کر بھی اس مکھی سے وہ چیز واپس لینے کی قدرت نہیں رکھتے۔ (اب یہ بت اپنی مدد نہیں کرسکتے تو جو ان کو پکارتا ہے اس کی کیسے مدد کریں گے؟)﴿الطَّالِبُ

﴾ مراد بت ہے یعنی یہ بت مکھی نے جو چیز ان سے چھین لی وہ طلب کرنے والے ہے۔ اور ﴿ الْمَطْلُوْبُ ﴾ مراد مکھی ہے۔ یعنی وہ بت اس مکھی سے اپنی چھینی ہوئی چیز مانگ رہے ہے۔ قرآن کریم میں آیا کہ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہے۔ گویا وہ بت اور مکھی کمزوری میں برابر ہے۔

❖ (اور اگر دیکھا جائے تو بت تو مکھی سے بھی زیادہ کمزور و عاجز ہے۔)

❖ یہ مشرکین اللہ جو رحمن ورحیم و سمیع و بصیر ہے اس کو چھوڑ کر ان بے بس حقیر بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

جامعہ کنز الایمان کراچی

"تشبیہ کارد(جواب)"

تشبیہ کے بارے میں اوپر وضاحت کر چکے ہے اب اس کارد کر رہے ہے۔

قرآن کریم میں تشبیہ کا تین طریقوں سے رد کیا گیا ہے۔

1۔ مشرکین سے دلیل طلب کرنا۔جیسا کہ قرآن کریم آیت مبارکہ میں ہے۔﴿اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝﴾ ترجمہ کنزالایمان: "کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر۔ تمہیں کیا ہے کیسا حکم لگاتے ہو۔تو کیا دھیان نہیں کرتے۔یا تمہارے لیے کوئی کھلی سند ہے۔تو اپنی کتاب لاؤ اگر سچے ہو۔

(یعنی اگر تم مشرکین اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو دلیل دو۔اور جو عبارت میں آیا ہے "نقض التمسک" اس کا مطلب ہے کہ انکا یہ کہنا کہ ہمارے آباء بھی یہی کرتے تھے۔تو یہ دلیل غلط ہے۔اور یہ کوئی دلیل تھوڑی نہ ہے،ہاں اگر واضح دلیل ہے تو دو. مثلاً:ایسی دلیل جو آسمان سے اتری ہو اور اس میں یہ بتایا گیا ہو کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہے تو یہ دلیل دو۔اور انکے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں تھی۔)

یہ مشرکین ملائکہ کو بیٹیاں مانتے ہیں اور ملائکہ تو بیٹیاں ہیں ہی نہیں۔یہ اس بات میں ہی غلط ہے۔جیسا کہ قرآن میں ہے۔﴿وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓىِٕكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ يُسْــٴَـلُوْنَ﴾ ترجمہ کنزُ العرفان: اور انہوں نے فرشتوں کو عورتیں ٹھہرایا جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں۔کیا یہ کفار ان کے بناتے وقت موجود تھے؟ ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے جواب طلب ہو گا۔

2۔ اولاد اور والد کی جنس کا ایک ہونا۔ اور اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے کیونکہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی شیء ہم جنس نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدًا﴾ یعنی کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں۔

ایک اور جگہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے ﴿قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ﴾ اس آیت مبارکہ میں جو ﴿الغنی﴾ آیا ہے اس سے مراد ہے کہ وہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہے تو اولاد اس کے لئے کیسے ہو سکتی ہے؟ اولاد تو یا کمزور چاہتا ہے جو اس سے قوت حاصل کرے یا فقیر چاہتا ہے جو اس سے مدد لے یا کم عزت چاہتا ہے جو اس کے ذریعے سے عزت حاصل کرے، الغرض جو چاہتا ہے وہ حاجت رکھتا ہے تو جو غنی ہو، بے نیاز ہو، کسی کا محتاج نہ ہو اس کے لئے اولاد کس طرح ہو سکتی ہے؟

3۔ مشرکین جو شیء ان کو ناپسند تھی اس کو اللہ پاک کے لیے ثابت کرنے کی برائی بیان کر کے تشبیہ کارد کیا ہے۔ یعنی مشرکین بیٹیوں کو خود ناپسند کرتے تھے اور اللہ پاک کے لیے بیٹیاں ثابت کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ﴿اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: "تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے"۔

اور مشرکین بیٹیوں سے بہت نفرت کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ﴿اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ (۵۸) يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔

(یعنی خود بیٹیوں سے اتنی نفرت کرتے تھے اور اللہ پاک کے لیے بیٹیاں ثابت کرتے تھے)۔

- اور یہ جواب صرف ان کے لیے جو صرف مشہور باتوں اور خیالی وہموں میں مبتلا تھے۔

"تحریف کارد(جواب)"

تحریف کے بارے میں اوپر وضاحت کر چکے ہے اب اس کارد کر رہے ہے۔
قرآن کریم میں تحریف کا دو طرح سے رد واقع ہوا ہے۔

1۔ آئمہ ملۃ سے اس بارے میں منقول نہ ہونے کی وجہ سے۔(یعنی جو بھی باتیں تحریف کی وضاحت میں کی گئی ہے مثلاً:بتوں کی عبادت، بحیرہ، سائبہ اور حام کو مقدس جاننا وغیرہ یہ سب باتیں آئمہ ملۃ سے ثابت نہیں ہے۔)جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾۔

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین کا کون سا ذرّہ بنایا یا آسمان میں اُن کا کوئی حصّہ ہے میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب یا کچھ بچا کھچا علم اگر تم سچے ہو۔

(اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو۔اگر وہ حقیقی معبود ہے تو اس پر دلیل دو۔)یعنی کسی پچھلی کتاب میں ہو یا کوئی مستند قول ہے تو دلیل دو۔(تو جب تمہارے پاس نہ کوئی عقلی دلیل موجود ہے نہ نقلی تو تم کس بنیاد پر بتوں کی عبادت کرتے ہو)۔

2۔ یہ سب کی سب باتیں گھڑی گئی ہے اور غیر معصوم نے ایجاد کی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ﴾

{ وَحَرَّمُوْا: حرام قرار دیتے ہیں۔} اس سے مراد مشرکینِ عرب بحیرہ، سائبہ اور حامی وغیرہ جن جانوروں کا اوپر ذکر ہوا انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر جھوٹ باندھتے ہوئے حرام قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ایسے مذموم (بری) افعال کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے ان کا یہ خیال اللہ عَزَّوَجَلَّ پر افتراء ہے۔

جامعہ کنز الایمان کراچی

"حشر ونشر (آخرت) کے منکرین کا رد"

اسکے بارے میں اوپر وضاحت ہو چکی ہے اب اسکا رد کر رہے ہے۔

قرآن کریم میں اسکا دو طرح سے رد کیا گیا ہے۔

1۔ مردہ اور بنجر زمین پر اور جو شیء اس سے مشابہت رکھتی ہے اس پر قیاس کر کے حشر ونشر کے منکرین کا رد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔﴿وَ اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ ہے جس نے بھیجیں ہوائیں کہ بادل اُبھارتی ہیں پھر ہم اُسے کسی مُردہ شہر کی طرف رواں کرتے ہیں تو اُس کے سبب ہم زمین کو زندہ فرماتے ہیں اس کے مرے پیچھے یونہی حشر میں اٹھنا ہے۔

اس آیت میں اللہ پاک نے بنجر زمین کو سرسبز وشاداب کرنے سے مُردوں کو اٹھائے جانے پر اِستدلال فرمایا ہے۔ (یعنی جو زمین مردہ بنجر (یعنی جہان ہریالی اور کھیتی نہیں ہوتی) اللہ پاک ایسی زمین کو ہوا، بادل، اور بارش نازل کر کے اس مردہ زمین کو زندہ یعنی سرسبز وشاداب کرتا ہے بالکل اسی طرح اللہ پاک قیامت میں مردوں کو اٹھائے گا۔)

ایک اور آیت مبارکہ ہے﴿وَ هُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ﴾ اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو پہلی دفعہ پیدا کرنے سے اعادہ زیادہ آسان ہے۔ (یعنی لوگوں کے اعتبار سے اعادہ نئے سرے سے پیدا کرنے کے مقابلے میں آسان ہے۔)

2۔ تمام آسمانی کتابوں میں حشر و نشر (آخرت) کا اثبات ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ ﴿وَ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰىؕ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰىۙ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ بات (یعنی حشر و نشر کی) تمام صحیفوں میں موجود ہے اور انہی میں سے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ عَلَیۡھِمَا السَّلَام کے صحیفے بھی ہیں۔

"حضور ﷺ کی رسالت کے منکرین کا رد"

اس کے بارے میں پیچھے وضاحت کر چکے ہے۔

قرآن کریم میں اس کے تین طرح سے رد کیا گیا ہے۔

1. گزشتہ زمانوں میں میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کا پایا جانا۔(یعنی یہ لوگ حضور ﷺ کے بشر ہونے کی وجہ سے آپ کی رسالت کا انکار کرتے تھے۔ لیکن گزشتہ انبیاء کو مانتے تھے۔حالانکہ وہ بھی بشر تھے، تو جیسے گزشتہ انبیاء(جو کہ بشر تھے) کو مانتے ہو تو ایسے ہی اپنے زمانے کے نبی حضور ﷺ کی رسالت بھی تسلیم کرو۔

جیسا کی قرآن کریم میں ہے۔﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ﴾ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی جو انبیاء کرام بھیجے گئے وہ مرد تھے۔تو لہذا جیسے یہ گزشتہ انبیاء کو مانتے ہے۔تو ایسے ہی حضور ﷺ کی رسالت کو بھی تسلیم کرے۔

2۔رسول وہ ہے کہ جس کی طرف وحی کی گئی ہو۔جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔﴿قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ﴾ترجمہ کنزالایمان: تو فرماؤ ظاہر صورتِ بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے۔ (یعنی جیسے تم انسان ہو اسی طرح میں بھی انسان ہوں)البتہ مجھے (تم پر) یہ خصوصیت حاصل ہے کہ میری طرف وحی آتی ہے)۔

اور وحی کا انسان کی طرف آنا کوئی ناممکن نہیں ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔﴿وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا﴾ترجمہ کنزالایمان: اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی طرف وحی کا نزول ممکن ہے۔

- اور حضور ﷺ پر بھی وحی نازل ہوئی ہے لہذا آپ رسول ہے۔

3۔ مشرکین حضور ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر آپ ہماری مطلوبہ نشانیاں پوری کردے گے، تو ہم آپ پر ایمان لے آئے گے۔ (مثلا" وہ معجزات طلب کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ اگر اللہ نے رسول بھیجنا ہی تھا تو فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجتا، یا پھر ہر ہر شخص پر الگ الگ وحی نازل کر دیتا وغیرہ)۔

مشرکین کی یہ سب باتیں پوری نہ کرنا "مصلحۃِ کلیہ" کی وجہ سے تھا، وہ مصلحۃِ کلیہ جس کو ان کی عقل نہیں سمجھ سکتی تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ ﴿وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا۔

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو وحی کی کہ اگر آپ فرمائیں تو آپ کی اُمت کو مہلت دی جائے اور اگر آپ فرمائیں تو جو انہوں نے طلب کیا ہے وہ پورا کیا جائے لیکن اگر پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تو اُن کو ہلاک کرکے نیست و نابُود کر دیا جائے گا، اس لئے کہ ہماری سنت یہی ہے کہ جب کوئی قوم نشانی طلب کرکے ایمان نہیں لاتی تو ہم اُسے ہلاک کر دیتے ہیں اور مہلت نہیں دیتے۔ ایسا ہی ہم نے پہلوں کے ساتھ کیا ہے۔

وضاحت: اب اگر ان مشرکین کی تمام باتیں پوری کر دی جاتی، تو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائے گے، پھر انکا ہلاک ہونا لازمی تھا۔ اور اللہ تبارک وتعالی نے انکو ہلاک نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہوا تھا، کیونکہ ان میں سے کچھ وہ لوگ تھے جو آپ ﷺ پر ایمان لانے والے تھے یا ان کی اولادوں میں سے کچھ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے تھے۔

اور آپ ﷺ نے مشرکین کی بعض نشانیوں کو پورا بھی کیا تھا جیسا کہ ان کا چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کرنا تو آپ ﷺ نے انکا یہ مطالبہ پورا کیا۔ پھر بھی یہ ایمان نہ لائے۔

اور انکا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص پر الگ الگ وحی نازل کر دیتا تو اس کے جواب میں پر قرآنِ پاک کی آیت مبارکہ ہے، ﴿وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آئے کہتے ہیں ہم ہر گز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

❖ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبوت کا چناؤ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اعمال، قومیت یا مال کی وجہ سے نبوت نہیں ملتی۔

کمپوزنگ: محمد وقاص عطاری

فون نمبر: 03442682968